

رحلت قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

قسط نمبر (۳)

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

سفر عشق کا دوسرا مرحلہ : کراچی سے درحیب کی چوکھٹ تک

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت وائد ماجد قدس سرہ کے والاناے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا۔ سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامہ کی شکل میں نوٹ کر رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمد للہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۳-۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ چلتی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا، پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغرا کا برا اور اکابر اپنے وقت کے آئینہ رشید ہدایت بن گئے ہیں وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ [مولانا سمیع الحق]

۲۳ جنوری ۸ رمضان المبارک یوم الجمعہ:

اللہ اللہ آج خواب مقصود و محبوب شرمندہ تعبیر ہوتا دکھائی دے رہا ہے انتظار اور پریشانی کے دن ختم ہونے کو ہیں ان شاء اللہ آج جہاز کی روانگی ہے صبح سویرے مولانا بنوری اور دیگر حضرات سے رخصت لی، مولانا بنوری کے ہاں آٹھ بجے تک رہے حج کے بارہ میں مفید ہدایات اور نصائح کی مجلس ربی مفید معلومات سے نوازتے رہے۔ طواف میں مجاذات صدر مفسد طواف ہے:

فرمایا کہ فقہ میں طواف کے دو احکام ہیں: ۱۔ طواف تہنیت کا لکھا ہے (یعنی خانہ کعبہ کو بائیں طرف رکھنا) مگر حقیقت کی

پوری تشریح نہیں ہوئی جبکہ بحالت طواف اگر سینہ خانہ کعبہ کے محاذات میں چلتے ہوئے ایک قدم یا ایک انچ بھی آجائے تو طواف فاسد ہو جاتی ہے یہ ایسا ہے جیسا بحالت صلوٰۃ قبلہ سے انحراف ہو جائے تو صلوٰۃ فاسد ہو جاتی ہے۔

بہ حالت تقبیل واستلام حجر اسود بالکل کھڑا رہے اور اسی حالت میں بغیر چلنے کے قدم موڑ کر آگے روئے ہو تاکہ روانگی کے وقت محاذات صدر نہ آجائے بلکہ صدر چاروں طرف میں بالکل سیدھی رکھے خانہ کعبہ کے سامنے نہ؟

ابوحنیفہ اور موسم حج میں عمرہ کی ادائیگی: اس طرح موسم حج سے قبل قبل مکہ سے مدینہ منورہ آنا چاہیے بعد از رمضان جس پر مکہ میں شوال داخل ہوا اس کیلئے امام ابوحنیفہ کے نزدیک موسم حج میں ادائیگی عمرہ جائز نہیں اس لئے آپ قبل از شوال اگر مکہ معظمہ گئے بھی تو عید سے قبل مدینہ واپس ہو جائیں تاکہ جب بعد میں مدینہ سے مکہ آجائیں تو عمرے کر سکیں اور مسلک امام کی مخالفت نہ ہو مولانا نے کہا کہ تعجب ہے کہ اکثر علماء احناف بھی بے احتیاطی کرتے ہیں اور آفاتوں کے لئے ایسے موقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے توسعات نکالتے ہیں

مودودی مولانا بنوری کی نظروں میں: باتوں کا موضوع دوران سخن مودودیت وغیرہ کی طرف مڑا فرمایا کہ لوگوں کو مودودی کی اصولی اور بنیادی غلطیوں کا علم نہیں اور ایسی باتوں کی وجہ سے اسے نشانہ بنا رہے ہیں جو اتنی وزنی نہیں اور قابل تاویل ہیں جس سے تکفیر یا تعصیل نہیں ہو سکتی مسئلہ اقامتہ حدود کی بھی مولانا نے تاویل کی پھر فرمایا کہ مودودی کی ایسی ایسی عبارتیں اور غلطیاں مجھے معلوم ہیں کہ اس کی وجہ سے وہ ضال کیا اکر انسان بھی ہو سکتا ہے مثلاً اصول دین میں حسب مصلحت تغیر و تبدل (۱) وغیرہ پھر مولانا بنوری نے مودودی سے ملاقات کا بھی ذکر کیا کہ ان کی ملنے کی دعوت پر میں نے ان کے مقرر کردہ جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ مقرر کی اور پانچ منٹ بعد گیا کہ ان کے لئے اخلافاً احتراماً کھڑا نہ ہونا پڑے بلکہ وہ انھیں اپنی جگہ پر اکرام طیف کی وجہ سے اکراماً اٹھنے سے بچ گیا۔ تو ان کے بارہ میں خود میرا یہ حال ہے مگر لوگوں کے انداز مخالفت کو میں پسند نہیں کرتا اور اس وجہ سے بھی کہ اس وقت حکومت سے جماعت ہی نکلے چکی ہے اس لئے میں حکومت کو خوش کرنے سے بچتا ہوں۔ مولانا زین العابدین صاحب کی وجہ سے نجدیت بھی زیر بحث رہی۔

شیخ بن باز کا ورقۃ الاقامتہ: فرمایا کہ مدینہ منورہ جا کر شیخ عبداللہ بن باز سے عبداللہ کا کاخیل اور حسن جان کی معرفت ورقۃ الاقامتہ لے لیں اس طرح آپ حجاج کی پابندیوں شرائط اور ٹیکسوں وغیرہ سے بچ سکیں گے اور اہل مدینہ جیسے ہوں گے۔ مولانا سے رخصت لے کر اختر حسن صاحب کے ہاں جانا ہوا انہوں نے کہا کہ آپ جلدی سٹیٹ بینک

(۱) بعد میں مولانا مرحوم نے ”الاستاذ المودودی“ کے نام سے عربی اور اردو میں مودودی صاحب کے بارہ میں اپنے خیالات تفصیلاً

یہونچیں میں نے فون کیا ہے، سٹیٹ بینک کے فاروقی صاحب آپ کو جلد فارغ کر دیں گے اور بھگت اللہ ساڑھے دس بجے بینک کے کام سے فارغ ہوئے۔ اختر صاحب نے ایک ڈی ایس پی اور ایک دوسرے معتمد شخص کو ساتھ بھیجا کہ جہاز کے مراحل میں دقت نہ ہو ہمارا سامان احمد الرحمن صاحب نوشہرہ کے قاری شریف صاحب مولوی شفیق الرحمن صاحب ایک ٹیکسی میں لے کر پورٹ چلے گئے تھے ڈی ایس پی نے اپنی کار میں پورٹ پہونچایا، انتہائی ہنگامہ اور رش تھا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ اور اینگکیشن کی لائین لگی ہوئی تھیں لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے ہمارا کام ڈی ایس پی صاحب نے متعلقہ افراد سے خود کرایا، کسٹم کارمرحلہ بھی ہنگاموں سے لبریز تھا مگر بآسانی گزرا صرف ایک بکس کھول کر اس نے باقی سامان پر بھی کلیرنس کا نشان لگایا۔ گھی کے ٹین پر رکاوٹ پیدا کی مگر پھر اجازت دے دی۔ فارن کرنسی کے بینک والے روپے افسر نے لفافہ میں جہاز پر بھیج دینے کہ وہ خود جہاز پر نہیں آ سکتے تھے۔

سنٹھیا جہاز کی روانگی :

تمن بچے ظہر ”سنٹھیا“ نامی بحری جہاز میں داخل ہوئے الوداع کہنے والے احباب سامنے کھڑے ہیں۔ اکوڑہ مصری باغہ کے مولانا اسحاق ان کے ساتھ مغلکی اکوڑہ کے مولانا لطف اللہ صاحب جو کراچی میں خطیب ہیں، اور مجلس علمی کراچی کے مولانا طاسین صاحب، عزیزم احمد الرحمن صاحب وغیرہ موجود ہیں۔ جہاز سے حضرت والد ماجد کے نام خط لکھ کر قاری شریف صاحب کو دیا اور ساتھ ہی تار دینے کی بھی ہدایت کی کہ ان کی تشویش رفع ہو۔ ہمارے بینک (جہاز میں بستر اور چارپائی کا نمبر) ۲۳۸ اور ۲۳۹ ہے۔ بالائی بینک ہے ساتھ گول کھڑکی بھی ہے۔ بہت بڑا جہاز ہے، روشنی اور ہوا کا انتظام ہے۔ جہاز میں ہر طرف آمدورفت کی اجازت ہے۔ لوگ مشایعت کے لئے کھڑے ہیں۔ ہم نے بھی احباب کو ہاتھ اور رومال ہلا ہلا کر رخصت کیا۔ جہاز سے تجارتی مال اتارا اور چڑھایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ لوگ چلے گئے اور اب رات کی تاریکی پھیلی جا رہی ہے۔ والحمدلہ علی کل حال۔ جہاز نے سیٹی بجادی اور سوسات بجے رات جہاز نے حرکت شروع کی۔

بسم اللہ معجزیہا و مرساھا ان ربی لغفور رحیم۔ معمولی سی حرکت کے سوا جہاز چلنے کا کوئی احساس نہیں ہوا، لوگوں نے بڑا ڈرایا تھا مگر مجھے بھگت اللہ جہاز کی روانگی کا احساس بھی نہیں ہوسکا۔ رات کو جہاز کے عرشہ پر گئے چاروں طرف نیلے سمندر کی چادر پھیلی ہوئی تھی اور پر بھی نیلا آسمان، نیچے نیلا پانی

۲۵ جنوری ۹ / رمضان المبارک - بروز ہفتہ :

جہاز کل رات کے سات بجے سے خراماں خراماں سمندر کی لہروں کو چیرتا ہوا جا رہا ہے۔ انسان بھی نعت خداوندی کا ایک عجیب مظہر ہے۔ وسخر لکم البحر کی تفسیر یہاں سمجھ میں آ جاتی ہے۔ سارا دن جہاز پرسکون طریقے سے جا رہا ہے۔ حرکت جہاز سے ملنے والی دھڑکن وغیرہ کی شکایت نہیں نماز باجماعت کے لئے اوپر عرشہ کا ایک

حصہ مختص کر دیا گیا ہے اور کوشش ہے کہ وقت مقررہ پر باجماعت نمازیں ہو سکیں۔ دن بھر چاروں اطراف پانی کی دنیا پھیلی ہوئی ہے کہیں آبادی اور خشکی کا نام و نشان بھی نہیں۔ خلیج فارس کا بے اتھاہ علاقہ جسے اب خلیج عرب (عربین گلف) کہا جاتا ہے۔ سنا ہے کہ اس نام پر ایرانی اور خلیج فارس پر عرب ناراض ہوتے ہیں۔

۲۶ جنوری ۱۰ رمضان المبارک۔ بروز اتوار :

مسقط میں جہاز کا پڑاؤ: جہاز صبح مسقط کی بندرگاہ بیہونچا اس سے پہلے سمندر پر پرندوں کی اُڑان اور پھر پہاڑیوں کے نظر آنے سے خشکی کی اطلاع ہوئی۔ نماز سے پہلے دو چار بحری جہاز بھی دور سے گزرتے دیکھے۔ مسقط کی بندرگاہ نہیں۔ اسلئے جہاز نے دور سے لنگر ڈالنا لائحہ عمل دیکھا دے رہی ہیں اور سمندر میں چاروں طرف بادبانی کشتیاں بھی گھومتی پھرتی نظر آ رہی ہیں جو شاید مچھلیوں کا شکار کرنے والوں کی ہیں، تھوڑی دیر میں لائحہ عمل جہاز کے قریب پہونچ گئیں۔ سرکاری عملہ اور سامان اتارنے والے اور مسافروں کی سیڑھیوں پر چڑھنے اترنے کی آوازوں کھٹاکٹ نے خاموشی کو توڑ دیا ہے۔۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ عربوں کی زمین اور عربوں کے لباس اور گفتگو دیکھنے، سننے سے ایک روحانی لطف اور سکون آ رہا تھا۔ ہمارا جہاز شمال جنوب میں کھڑا ہے اور مسقط ہمارے مغرب میں ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں نظر آ رہی ہیں۔ شاید دور ہونے کی وجہ سے شہر میں گہما گہمی نظر نہیں آ رہی مسقط چاروں طرف سے پہاڑوں میں اُٹا ہے۔ مسقط سے ذرا دائیں طرف دو چار فرلانگ میں متراشہر ہے جو غالباً مطرح لفظ ہے۔ اس کی آبادی بھی شاندار اور وسیع ہے۔ مسقط میں سلطان مسقط وادمان سعید بن تیمور بن فیصل اور مطرح میں سلطان کے بھائی والی مطرح اسماعیل کی حکومت ہے۔

عام مزدور مفلوک الحال نظر آ رہے ہیں، یہاں بھی دیگر شیوخ کی طرح انگریزوں کی عملداری ہے۔

تمام دن سامان اتارا اور چڑھایا جا رہا ہے۔ جہاز میں نیچے سے آنے والے فروٹ وغیرہ بیچنے والوں کا بازار لگ گیا ہے۔ روپوں کا تبادلہ ہو رہا ہے پاکستانی دس روپے کے بدلے یہاں کے چھ روپے مل رہے ہیں۔ یہاں پر شین گلف میں انڈیا کی ایک خاص قسم کی کرنسی چلتی ہے، انگریز سمندر میں چھلانگ لگا لگا کر تیراکی کر رہے ہیں۔ ایک نے اپنی کشتی اتاری اور دور جا نکلا۔

صدر ناصر پاکستان اور کشمیر: مسقط کے ایک معزز باشندے نے پاکستان کی عربوں کے ساتھ بے رخی کی شکایت کی اور کہا کہ ایوب خان نے مصر کے صدر ناصر کو فلسطین کے بارہ میں نئی پالیسی پر احتجاجی تاریخ دیا جبکہ اکثر ممالک اور پنڈت نہرو نے بھی دیا تھا۔ ناصر نے کشمیر کی پٹیش کی اور ایوب نے خاموشی اختیار کی۔ البتہ پاکستانی عوام عربوں کے ساتھ ہیں۔ میں نے جواب میں کشمیر کے بارہ میں ناصر کی بے رخی کا ذکر کیا مگر اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا آپ لوگ اپنے سلطان کے خلاف پھیلنے والے ہیں۔ یہاں کے عربوں کو ان کا مقام دکھلا دیا

ہے۔ اب کسی نہ کسی دن کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔

ایک عرب کی ایمانی بے حسیتی: میں نے کہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے آپ کیوں خاموش ہیں؟ اس نے مسکھ خیز طریقے سے کہا کہ کبھی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی جوتی چوری ہو گئی، کبھی بال چوری ہو گیا، اور توہین آمیز طریقے سے اپنی ٹھوڑی کو اشارہ کیا، مجھے اس کی ایمانی بے حسیتی اور بے غیرتی پر شدید غصہ آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بھارت کے پروپیگنڈہ کی شدت اور اپنی کمزوری پر افسوس ہوا اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ان لوگوں کی بے اعتنائی پر از حد صدمہ ہوا۔ دن بھر قیام کے بعد جہاز پانچ بجے شام یہاں سے روانہ ہوا۔ رات کو عرشہ پر جماعت تراویح پڑھیں۔

۲۷ جنوری ۱۱ رمضان المبارک۔ بروز پیر:

اس وقت کا دعویٰ: ۲ بجے جہاز دعویٰ پہنچا، جہاز کے جنوب میں دو چار فرلانگ کے فاصلہ پر شہر نظر آ رہا ہے جو تقریباً ایک میل پر پھیلا ہوا ہے۔ شہر ترقی پذیر حالت میں ہے۔ اور جدید ترقیات اور سہولتوں سے آراستہ لگتا ہے۔ پانی کی ٹینکیاں، بجلی کے کھمبے اور بڑی بڑی عمارتیں، مساجد کے مینار دکھائی دے رہے ہیں۔ بندرگاہ پر دو چار جہاز پہلے سے لنگر انداز ہیں۔ پانی کی سطح پر یہاں بھی دور دور تک سفید پرندے اڑ رہے ہیں اور فاختاؤں کے غول کے غول اڑ رہے ہیں۔ سامنے کچھ لانچیں تیزی سے جہاز کی طرف آرہی ہیں کیونکہ یہاں بھی پختہ ڈکا (بندرگاہ) نہیں ہے۔ جہاز دور گہرے پانی میں لنگر انداز ہوا ہے۔ جہاز کا عملہ سیڑھیاں فٹ کرنے میں لگا ہوا ہے۔ جہاز قبلہ رو لنگر انداز ہے۔ شہر کے سامنے جہاز کے عرشہ پر ایک کالمی بزرگ کے چار پائی پر بیٹھ کر یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ تیز و تند ہواؤں کے ساتھ ساتھ دھوپ کی تپش بھی محسوس ہو رہی ہے۔

سمندر میں تلاطم نے دوپہر میں دو تین دن روک رکھا: آج صبح سے سمندر میں قدرے تلاطم اور طغیانی ہے۔ جہاز معمولی حرکت میں ہے جس کی وجہ سے کچھ لوگوں کو تھکاوٹ اور شوریدگی اور چکر آنے لگا ہے۔ ہم صبح سے دو بجے تک سوتے رہے۔ بفضلہ تعالیٰ کوئی شکایت نہ ہوئی، صرف سر میں گراں باری محسوس ہو رہی ہے۔ نماز فجر سے قبل تین چار جہاز ہمارے جہاز کے دائیں بائیں گزرے۔ رات کی تاریکی میں ایک چلتا پھرتا شہر ہر طرف اندھیرا اور نیلا پانی جہاز کے تیلوں اور قہقروں کی چمک دمک سے ایک عجیب سا بندھا ہے۔ سات بجے کے قریب جہاز کے دائیں بائیں سمندر میں جموٹی موٹی چٹانوں کا سلسلہ نظر آیا جو دور تک چلا گیا تھا۔ حیرت ہے کہ ان چٹانوں کی روشن کی گئی تیلوں سے نشاندہی ہو رہی تھی کہ جہاز کو ان سے بچا کر گزرا جائے، معلوم نہیں ان کا کنکشن کہاں سے ہے۔ سمندر میں تلاطم کی وجہ سے لانچیں جہاز کے ساتھ لگانی مشکل ہیں جس کی وجہ سے دی کے مسافروں کو جہاز سے اترنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اب کل تک جہاز یہیں کھڑا ہے گا، ایک دو روزہ تلاطم اور افسوس کہ ایک دن ہمارا اور بھی

سمندری سفر بڑھ گیا۔ اور منزل محبوب ﷺ تک پہنچنے میں تاخیر ہو گئی۔ رات تک سامان کے چڑھانے اور اتارنے کا سلسلہ جاری رہا۔ جہاز پر کربینوں کی گڑگڑاہٹ لوگوں کے شور و شغب اور جہاز کے ہچکولوں کی وجہ سے طبیعت سخت خراب رہی، سر میں درد اور تھکی کا احساس ہونے لگا۔ شام تک پڑا رہا۔ افطار کے بعد ایک گولی کھائی جس سے طبیعت کو سکون ہوا۔ رات کو عرشہ سے دینی شہر کا نظارہ کیا۔ بجلی اور رنگ برنگ قمقوس سے شہر جگمگا رہا ہے، کچھ آبادی جہاز کے مشرق میں بھی نظر آ رہی ہے۔ دو جہاز بھی چمک رہے ہیں۔ تین بڑے بڑے مینار جوا لگ لگ مساجد میں ہیں بھی بجلی سے جگمگا رہے ہیں، بسوں اور کاروں کی آمد و رفت جاری یہاں بھی جہاز کے ٹہرتے ہی لمبے کربوں اور عقاب باندھے ہوئے عرب مزدور سامان اتارنے والے قلی اور انفر آگئے، پولیس نے لمبا سایہ کوٹ پہنا ہے۔ اور شرطہ دی کا تمغہ ٹوپی پر لگا ہے۔ جہاز کے گیٹ پر یہاں کا سپاہی کھڑا ہوا ہے، جہاز پر دی کا جھنڈا لہرایا گیا ہے۔ یہاں کے لوگ کچھ مخلوط سی بولی بولتے ہیں جو زیادہ تر سمجھ میں نہیں آتی، کچھ الفاظ سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ رات کو سر میں چکر اور تھکی کی وجہ سے تراویح بھی نہ پڑھ سکے، نہ سحری کھائی کہ افطار کا ارادہ تھا۔ وان کنتم مرضی او علی سفر فعدہ من ایام آخر کی بناء پر دونوں عذرا کٹھے ہو گئے تھے۔

۲۸ جنوری ۱۲ رمضان المبارک۔ بروز منگل :

جہاز بدستور دی میں لنگر انداز ہے۔ سمندر میں سکون نہیں، رفیق طریق سعید الرحمن کے چچا زاد بھائی غلیل الرحمن صاحب یہاں ملازم ہیں انہیں اطلاع دی گئی تھی مگر وہ اطلاع نہ ملنے یا سمندر کی خرابی کی وجہ سے نہیں آ سکے۔ اب معلوم نہیں جہاز کب روانہ ہوگا؟ دی کے پچارے مسافر بہت تنگ ہیں کہ ان کی کندہاں ٹوٹ گئی جب کہ لب و لبام دو چار ہاتھ دور ہے۔ یہ لوگ بسترے باندھ کر اترنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

عرب مسافروں کا نقشہ اور زبانوں کا مغلوبہ:

مسافروں میں اب کافی تعداد عربوں کی ہے، داڑھی صاف لمبے کرتے، عقاب باندھے یا صرف رومال لپیٹے ہوئے مخلوط قسم کی زبان بولتے ہیں۔ شاید ایرانی اثرات کی وجہ سے فارسی عربی کا اور کچھ بلوچی کا ایک مغلوبہ تیار کیا ہے۔ مزدور سامان اٹھواتے اترتے وقت ایک دوسرے کو ہریا، ہریا کی آواز سے پکارتے ہیں۔ صبح عرشہ پر بیٹھے ہوئے سورج کی کرنیں جب سمندر پر پڑتی ہیں تو عجیب منظر ہوتا ہے۔

رفیقان سفر مولانا حبیب اللہ گمانوی اور مولانا حامد میاں دہلوی:

جہاز میں مولانا حبیب اللہ گمانوی کی مزاج پرسی کے لئے گئے ملاقات ہوئی موصوف علامہ انور شاہ کشمیری کے شاگرد اور مولانا بنوری کے دوست ہیں۔ بڑے عالم اور انتہائی متواضع، مسکین، طبع بزرگ ہیں، اپنی بیوی کیساتھ حج کرنے جا رہے ہیں۔ مولانا حبیب اللہ گمانوی ہمارے واقفین سفر میں مولانا

حامد میاں بھی مح اہلیہ جارہے ہیں جو دہلی کے مولانا محمد میاں دہلوی کے صاحبزادہ ہیں، ان سے بھی ملنا ہوتا رہتا ہے، لاہور میں مولانا احمد علی لاہوری سے دورہ تفسیر کے دوران ان سے مسلم مسجد انارکلی میں ملاقاتیں ہوتی رہیں، حضرت والد ماجد سے ان کے زمانہ تدریس دیوبند میں تعلق رہا اور کوڑھ خٹک بھی ان سے ملنے آتے رہے ہیں، بڑی محبت اور شفقت کرتے ہیں، وہ بھی ہمارے پاس حال احوال پوچھتے آتے رہتے ہیں، اور کبھی ہم ان کے پاس۔ جہاز میں فارغ اوقات میں زبدۃ المناک حضرت گنگوہی اور الفرقان کالج نمبر اور فضائل حج مطالعہ کیلئے رکھے ہیں مگر طبیعت بہت کم مطالعہ کے لئے آمادہ ہوتی ہے۔ پرسوں سے مناجات مقبول کے ایک ایک منزل کا ورد ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن عمل اخلاص اور سوز قلب اور تقویٰ و دعوات کی نعمت سے نوازے، آمین۔

۲۹ جنوری ۱۳ رمضان المبارک۔ بروز بدھ :

آج ہمیں معمول کے مطابق بحرین پہونچنا تھا مگر وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی مشیت چاہے۔ جہاز آج بھی دہلی میں لنگر انداز رہا۔ سمندر کی طغیانی کی وجہ سے مایوسی تھی کہ یہاں کا کام ختم ہو مگر عملہ جہاز نے کام شروع کر دیا اور دور ساحل سے بھی دفاعی کشتیاں نظر آنے لگیں، تلاطم کی وجہ سے بڑی مشکل سے لائنیں جہاز سے لگ سکیں اور سامان کے حمل و نقل کا کام شروع ہوا۔ دہلی کے مسافر جو منزل پر پہونچ کر بھی دو دن جہاز میں پڑے رہے اب بڑی بیتابی سے ایئریشن کر رہے ہیں۔ جن مسافروں کو جہاں اترنا ہوتا ہے وہاں کی پولیس دفتر میں بیٹھ کر ایئریشن کا کام مکمل کرتی ہے۔ لوگوں نے اترنے میں بھی بڑی دقت اٹھائی۔ لائنیں کئی کئی فٹ اچھلتی اور نیچی ہوتی رہیں۔ سامان سنبھالنا بھی ان کے لئے مشکل تھا۔ ایک بس تو پانی میں گرا جسے پولیس نے لالچ کے ذریعہ اٹھوایا۔ جہاز میں عرب دہلی سے کافی تعداد میں سوار ہو گئے ہیں۔ یہاں راشد بن سعید کی حکومت ہے۔ بڑی بڑی مساجد بھی نظر آتی ہیں۔

دہلی کا منظر: دہلی کے ایک عرب نے بتایا کہ درمیان کے میناروں والی مسجد میں ایک پاکستانی غلام مصطفیٰ صاحب اردو میں تقریر کرتے ہیں، چار ہزار تک لوگ جمعہ میں جمع ہوتے ہیں۔ تقریر کے بعد عربی میں خطبہ پڑھتا ہے، دہلی جو ہمارے جنوب میں ہے اس سے مشرق کی طرف ایک دو میل دور دہلی کا ہوائی اڈہ شارجہ نامی شہر میں ہے۔ رات کو اس کی چمک دک عجیب لگتی ہے، یہاں عربوں کی زبان عوامی ہے، بہت غور سے سننے سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں آ جاتی ہے مگر زیادہ نہیں۔ ایک عرب نے عربی میں ہماری بات چیت سن کر بڑے تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ تم قرآن کریم اور کتابوں والی باتیں کرتے ہو۔ بعض عربوں کی نماز کے انوکھے طریقے دیکھے، ارسال (ہاتھ باندھے بغیر کھلے تھوڑ دینا) کئے بے خبر کھڑے ہیں کچھ فاتحہ کے بعد کھڑے ہوئے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوتے ہیں اور دمنسا انسانی الحسنا حسنة (الایہ) پڑھ کر ہاتھ چہرے پر پھیر لیتے ہیں، پھر ہاتھوں سے اشارہ کر کے (جسے رفع یدین سمجھتے ہیں) رکوع میں جاتے ہیں۔ تعدیل کا ذکر نہیں

دہی سے روانگی اور سمندر کی طغیانی: جہاز خدا خدا کر کے دو بجے روانہ ہوا عربوں نے جہاز کی راہداریوں اور گلیوں میں دکانیں لگا دی ہیں اور جہاز چلتا پھرتا اور تیرتا ہوا بازار لگ رہا ہے جس میں غیر ملکی کپڑا اور سامان کا اتنا رنگا ہوا ہے۔ پاکستانی کرنسی یہاں آدمی قیمت پر چلتی ہے۔ میں نے دو چینی فجان مقامی آٹھ آنے کے عوض پاکستانی ایک روپیہ پر خرید لئے، جہاز اب بھی ہچکولے کھا رہا ہے اور سلسلہ فسادہ حرکت میں تیزی آرہی ہے۔ شام تک حرکت بہت تیز ہوئی، موجیں جہاز سے ٹکرا رہی ہیں، عملہ نے جہاز کی گول کھڑکیاں مضبوطی سے بند کر دیں اکثر لوگوں کو تے کی شکایت شروع ہوئی مجھے بھی کافی شکایت رہی مگر تے کی نوبت نہ آئی۔ سعید صاحب کو تے ہوا، مولانا زین العابدین پر اثر نہیں ہوا۔ مجھ سے اور سعید سے عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی جاسکی نہ چائے پینے کی ہمت ہوئی نہ کھانا کھائے، بیٹھنے کی طاقت بھی نہ ہو سکی۔ صبح تک لیٹا رہا، سمندر کی طغیانی رات بھر جاری رہی۔ عرشیہ والوں کو موجوں کے تھپڑوں اور ہنگامی ہوا کی وجہ سے سخت تکلیف کا سامنا ہوا ان کا سامان اور بسترے پانی میں لٹ پٹ ہو گئے۔

۳۰ جنوری ۱۴ رمضان المبارک۔ بروز جمعرات :

صبح سے آبادی کے نشان نظر آرہے ہیں پہاڑیاں اور جہازوں کو خبردار کرنے والی بتیاں پانی کے اندر دکھائی دیتی ہیں دوحہ قطر میں: سامنے سمندر کے کنارے دوحہ شہر کی آبادی ہے اب جہاز مڑ کر قطر کے ساحل پر لنگر انداز ہوگا۔ لیجئے جہاز لنگر انداز ہوا جو شمالاً جنوباً کھڑا ہے، سامنے شمال میں قطر کا ساحل ہے یہاں تیل لکھتا ہے جو یہاں کی بڑی دولت ہے بڑی بڑی تنکیاں اور تیل کے ذخیرے نظر آرہے ہیں شہر کی آبادی ساحل سے بہت دور لگتی ہے۔ جو اتم سعید یا قطر کی آبادی ہے یہاں کے شیخ (حکمران) شیخ احمد ہیں، سنا ہے کہ کئی کئی بڑی گیراجوں میں اس کی کیڑلک کاروں کے پول ہیں یہاں بھی کافی پاکستانی اور عرب اتر گئے اور کچھ سوار بھی ہوئے، سامان کے اتارنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دہی کی طرح یہاں بھی زیادہ تر ہندوستانی کیلوں کی پیٹیاں اتاری گئیں۔ شام کے سات بجے جہاز نے لنگر اٹھایا اور جانب بحرین روانہ ہوا۔ جو اس جہاز میں ہماری آخری منزل ہے جبکہ جہاز کویت سے ہوتے ہوئے بصرہ میں آخری پڑاؤ کرے گا۔ یہاں کا ٹائم پاکستان سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے۔ عصر کے بعد یہ ڈائری لکھتے ہوئے ایک مسقطی جو بحرین میں حمای کرتا ہے، مجھ سے اپنے مخصوص لہجہ میں باتیں کر رہا ہے اور مجھے بعض الفاظ سمجھا رہا ہے کہ رد مال۔ غطرہ۔ برونس۔ کمل۔ شلوار۔ سلواد۔ بستر بند۔ ہٹھ۔ سوئیٹر فاقیہ۔ الصوف۔ شیروانی، کوت۔ برش بروش، اٹیچی، ہٹھ الید۔ لیپ۔ کہریاء لائٹ۔ چپل، زئوبہ۔ شویہ شویہ۔ قلیل قلیل۔

۳۱ جنوری ۱۵ رمضان المبارک۔ بروز جمعہ:

بحرین میں: پاکستانی ٹائم ساڑھے چھ بجے صبح جہاز ڈھکا سے لگا۔ قلی کو ۵ روپے سامان کے دیئے، ٹکٹ چیک اور سرکاری بس میں کسٹم ہاؤس @ rasailojaraid.com بری کی دوکان پر گئے جو منا

میں فندق رحیمہ میں لے گئے۔ ڈبل بیڈ کمرہ نمبر ۲۸، چالیس روپے میں لیا، غسل وضو کیا۔ کئی پاکستانی دوست یہاں ٹھہرے ہیں۔ جمعہ پڑھنے مسجد گئے، عربی ٹائم ایک سحر خطیب نے بڑے وقار اور جلالی انداز میں خطبہ دیا جو ایک لکھی ہوئی تقریر تھی اور فضائل رمضان کا ذکر تھا نماز میں سورۃ الم نشرح اور انا انزلنا فی لیلۃ القدر پڑھنے پر اکتفا کیا۔
غیر حنفی نمازوں کا پہلا مشاہدہ:

پہلی بار آئین بالجہر دیکھنے میں آیا اس کے بعد مقتدی جلدی جلدی فاتحہ پڑھ لیتے تھے۔ بڑے بڑے جتے رومال اور عقاباں بارعب اور شاندار لباس پہنے امام وجیہ اور نو جوان۔ نماز کے بعد آس پاس والے ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں۔ پاکستانی دوست بس آئرن پر فندق رحیمہ چھوڑنے لائے قدرے آرام کیا ریڈیو سے عربی گانے چل رہے تھے۔ اکثر بازار بوجہ جمعہ بند تھے فندق رحیمہ کے سامنے کھلا نیلا سمندر۔ شاندار منظر۔ دائیں طرف سامنے بلدیہ کی شاندار عمارت ہمارے مولانا حامد میاں لاہور بھی اس ہوٹل میں ٹھہرے ہیں ہم نے بحرین کے حاجی منیر خان کو تلاش کیا، حسن حبیب محمود کی دکان اکبر گاؤں کے مکان سے ملحقہ مسجد میں عصر کی نماز پڑھی فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین، بین السجدة اور قبل الركوع کا پہلا مشاہدہ کیا بعد الصلوۃ ہم نے بھی امام سے مصافحہ کیا، حاجی منیر خان کے ساتھ بازار گئے۔ ۲۷ روپے میں شوپ خرید، افطار سے قبل جناب مصطفیٰ مالا باری ہوٹل آئے اور اپنے مکان افطار کے لئے لے گئے نہایت پر تکلف افطار اور عشاء تھیں مالا باری سمو سے وغیرہ موجود تھے۔ ریڈیو سے انگلش خبریں چل رہی تھیں، ایوب خان وغیرہ کی تعریف بھی خبروں میں ہوئی، واپس آ کر عشاء کی نماز ہوٹل میں پڑھی، پاس ہی دوسرا ہوٹل شط العرب تھا جس میں چائے پینے گئے۔

ٹیلی ویژن ایک عجوبہ لگا:

مولانا حامد میاں نے آ کر کہا کہ آئیے ایک عجوبہ دکھا دوں، ایک بند ڈبے میں پوری دنیا نظر آ رہی ہے ان کی مراد وہاں چلنے والے ٹیلی ویژن سے تھا جو ہم نے بھی مولانا حامد میاں کی معیت میں پہلی دفعہ دیکھا۔ اور بڑا عجیب لگا، عربی گانے وغیرہ نشر ہو رہے تھے واپس آئے کمرہ میں کولر لگا تھا آرام سے سو گئے۔

یکم فروری ۱۶ رمضان المبارک۔ بروز ہفتہ :

سحری کے لئے عرب نے اٹھایا، پونے پانچ بجے مطعم رحیمہ میں سحری کھائی پھر فندق شط العرب میں چائے پی۔ نماز سعید صاحب نے ہوٹل میں پڑھائی سامان پیک کیا۔ انصر جانے کے لئے لالچ کے معلومات کرنے شامی البحر (ساحل سمندر) گئے ہوٹل آ کر سامان اٹھایا ایک شاندار کار میں ساحل بحرین تین روپے میں آئے۔ امیگریشن کی لائن لگی تھی۔ پاسپورٹ جمع کرائے۔

سمندری لالچ میں انصر تک پہنچے تیسری لالچ میں ہمیں جگہ ملی۔ مولانا حامد میاں نے لالچ جانے کے لئے لالچ میں سوار

ہوئے پاسپورٹ لالچ میں واپس کئے گئے۔ سمندر بالکل پرسکون تھا۔ کرایہ مع سامان سات روپے ہے۔ جگہ جگہ ساحل کے نشانات نظر آتے رہے دور دور آبادی اور نخلستان دکھائی دیئے۔ تین بجے لالچ میں یہ ڈائری لکھ رہا ہوں جبکہ سعید صاحب میرے کندھے پر سر رکھ کر سو رہا ہے، نجد کا ساحل ساتھ ساتھ ہے، مولانا حامد میاں دوسرے لالچ میں تھے لالچ پھنس گئی، ہم نے اپنی لالچ کو ان کی طرف موڑنا چاہا، مگر ہمارے لالچ میں بیٹھے عربوں نے شور مچایا اور ملاحوں کو مدد کے لئے جانے نہیں دیا سارے راستہ میں نجد یوں کا شور شرابہ جاری رہا۔ کبھی رجز یہ کلام کبھی ترنم میں گاتے جاتے ہم سوا پانچ اظہر کے ساحل پر پہونچے۔ نختوں کے کنور سے پل سے خشکی پر آئے پاسپورٹ اور ہیلٹھ سرٹیفیکٹ حکام نے لے لیا، ایک ایک ریال فی نفر سرکاری بسوں میں کسٹم آفس گئے۔ سرسری سی برائے نام سامان کی چیکنگ ہوئی۔ ایک نے پوچھا مافی ہذا؟ کتب قلت لامصاحف۔ رح۔ رح (یہ بنڈل کتابوں کا ہے؟ میں نے کہا نہیں قرآن مجید ہیں۔ کہا جائے جائے) دیگر کتابوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوتی تھی۔

کسٹم سے باہر قاری سعید الرحمن اور مولانا زین العابدین کو مع سامان چھوڑا، میں ایک پاکستانی مسافر کے ساتھ ان کی موٹر میں شہر آیا۔ وہاں سے ایک پاکستانی نے ٹیکسی میں جناب فدا محمد خان کے گھر پہونچایا۔ افطار قریب تھا، وہ ساتھ ہو کر موٹر میں کسٹم آفس سے باہر حج ٹیمپ آئے اور دونوں رفقاء کو ساتھ لے کر ان کے گھر آئے۔ یہ اکوڑہ خٹک کے حاجی عبدالغفور زمر کے دوست تھے، ان کے تحائف انہیں دیئے۔ بڑی خاطر مدارات کی۔ پہلی دفعہ عربوں کی مسجد میں ان کے ساتھ تراویح پڑھنے کا موقع ملا۔ مختلف جماعتیں ہو رہی تھیں، جو توں سمیت صف کے چٹائیوں تک جاتے تو عموماً نیچے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ رات آرام سے گزار کر صبح غلغلے میں نماز پڑھی جا چکی تھی، لکھا تھا صلی ثم بندہ باب المسجد (نماز پڑھ کر مسجد کو تالا لگا لو) لکھا ہوا تالا مسجد کو لگایا بعد از تراویح بازار کا مختصر چکر لگایا۔ شاعرانہ دکانیں اور کاریں اشیاء زینت و تیش کی بھرمار تھی۔

۲۲ فروری ۱۴۲۸ رمضان المبارک۔ بروز پیر:

اظہر میں: دن کو صبح دفتر اجازات جانا ہوا۔ دفتر کا عملہ انتہائی خوش اخلاق تھا، ادارہ کے سربراہ مدیریہ کے رئیس نے چپل اٹھا کر وضو کرنے والے کے سامنے رکھ دیئے۔ کرسیاں منگوا کر لوگوں کو بٹھایا۔ ہمارے پاس سعودی سفیر کا دیا ہوا شہادۃ الاعفاء دیکھ کر مزید خوشی ظاہر کی اور اس کی نقل دینے پر اصرار کرتے ہوئے کہا کہ تذکار و دفتر ایک نشانی اور یادگار کے طور پر یہ رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک سوڈانی رفیق سفر کی خوش مذاقی جاری رہی، کلام فصحاء اور کلام عوام میں دلچسپی لیتے رہے۔ ہیبتہ الامور بالمعروف کے شیوخ اوقات نماز میں بازاروں کا گشت کرتے ہیں۔ الصلوۃ الصلاۃ کہہ کر نماز کے لئے بلارہے تھے۔ مطار ظہران کے ساتھ جاتے ہوئے ایک کمرہ دار نے مولانا کو بلایا، حضور کا اہل یمن کے بارے میں

ارشادات۔۔۔ الایمان یمان والحدکۃ یمانیہ سنا تے رہے۔ ۴ بجے کے بعد بس کی ریزرویشن ریاض کے لئے کر لی تھی، دس روپے فی ٹکٹ کے حساب سے ظہر کی نماز کے بعد تبلیغی حضرات کا احادیث اور سیرت پر بیان ہوا ہمارے قاری سعید صاحب نے تلاوت کی۔ ہوٹل سے تھرماس میں چائے بھری ہوٹل کے لان میں کویت سے ٹیلی ویژن چل رہا تھا۔ نماز کے وقت بند کر دیا گیا۔ برقعہ پوش خواتین جب بھیک مانگتیں تو لوگ جواب میں علی اللہ کہتے۔ صلوٰۃ و قیام کی اہمیت اپنی جگہ مگر کئی جگہ اسے بطور حربہ بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ آراکو کہنی میں آگ لگی بعض مزدور اوقات نماز نہ ہونے کے باوجود کہہ دیتے کہ کنت مشغولاً فی الصلوٰۃ اب غیر مسلموں کا کیا علم کہ کون سی اوقات نماز کے ہیں۔ والد صاحب وغیرہ کے نام خطوط فدا محمد خان کے حوالہ کئے کہ وہ اسے ڈاک کے سپرد کر دیں۔

الغیر سے ریاض: رات آٹھ بجے بس کے اڈہ آئے فدا محمد خان صاحب نے رخصت کیا۔ شام کو ظہران انٹرپورٹ کے قریب بس سٹینڈ سے روانگی ہوئی۔ الحمد للہ بس میں اگلی سیٹیں ملیں۔ عربی موسیقی چل رہی تھی رات میں آگ نکلتے ہوئے جلتے ہوئے تیل کے کنویں جگہ جگہ نظر آتے رہے۔ امریکی آراکو کہنی کی بادشاہت ہے۔ ہر طرف ریت ہی ریت۔ نجد کی ساری زمین ریتی ڈرائیور کو اس کا ساتھی وقفے وقفے مگر کٹ پکڑاتا جاتا ہے عربی موسیقی سے انہیں بے حد شغف ہے۔ (سکتا استماعی) کی آوازیں آتی رہیں۔ یہ قدیم حدی خوانی کی نئی صورت ہے۔

ع حدی راہیز ترمی خوان جوں ذوق نغمہ کمیابی والا معاملہ ہے، کبھی رجز کے اعزاز میں عربوں کی تالیاں اور سر ہلاتا جاری رہا۔ راستہ میں رات ۲ بجے ایک جگہ چیک پوسٹ پر چیکنگ ہوئی ہم نے شہادۃ الاعفاء دکھایا یہاں خریصہ نامی ایک مقام پر قذرے آرام کیا۔ ٹین کی چادروں سے ڈھکے ہوئے ہوٹل میں چائے پی اور اٹے کھائے جس کا ٹل سواپانچ ریال بنا۔ اب تو اس صحرائیں ہر چیز بند ڈیووں میں مل جاتی ہے

نجد اور عشاق نجد: جب کچھ بھی نہ ہوتا تب بھی عشاق نجد یہاں کے ہواؤں اور خاص خوشبو سے سرمست ہو جاتے اور کہا کرتے کہ ع سلام علی نجد ومن حل بالنجد اور ایک دل جلے نے نجد کو چھوڑتے وقت بڑی حسرت سے کہا کہ و تمتع من شمیم عرار نجد فما بعد العشیۃ من عرار

بجنوں بنی عامر کا تعلق بھی انہی دیار سے تھا اور کہا کرتا تھا کہ۔

لا تفل دار ہا بشر فی نجد کل نجد للعاصریۃ دار
مسئلہ کذاب کی سرکوبی: میرے تصور میں صحابہ کرام کی تنگ دود اور مسئلہ کذاب کی سرکوبی کے لئے جنگ یمامہ کی قربانیاں اور سرفروشیان چل رہی تھیں نجد کی رات چاندنی رات تھی۔ سڑک پر جگہ جگہ ریت کے تودوں سے بس کو دھچکے لگتے کہ ایک دفعہ تو بس الٹنے الٹنے رہ گئی۔ صبح چار بجے ریاض نظر آیا۔ سعودی عرب کا دار الخلافہ شاہی خاندان کا شہر ہر طرف چمک دمک گویا کہ ایک بھلائی ہوئی ہے۔ بس نے سناٹا نہ دیا۔ فٹ پاتھ پر بستر جمائے اور سو گئے۔ صبح

دھوپ کی تمازت سے آنکھ کھلی، نماز قضاء ہو چکی تھی۔ سن نام عن صلوة اونسیہا فلیصلہا اذا ذکرہا پر عمل ہوا مدینہ کے لئے بس کی تلاش شروع کی، اڈے پر رکاب مکہ مکہ، طائف طائف کی آوازیں لگ رہی تھیں۔ مکہ اوتو میں کرایہ ۲۵ ریال تھا، مدینہ کے لئے ۱۵ ریال کرایہ پر۔ ٹرک میں سامان رکھا مگر پھر انیت (چھوٹی سی پک آپ) میں ۱۵ ریال پر بات طے ہو گئی۔ سامان اس میں ختم کیا۔ اڈہ کے قریب مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی۔
تمہنی کذاب مسلمہ سے جنگ :

ریاض۔ یمامہ میں ہے سنا ہے کہ یہاں سے پچاس کلومیٹر پر تمہنی دجال مسلمہ کذاب کیساتھ کئے گئے جہاد کا مقام ہے یہاں ۱۱ھ یا ۱۲ھ ہجری میں حضرت خالد بن ولید وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام لڑے اور صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی۔ اس جنگ میں خالد بن ولید کے ساتھ شریعل بن سہید، حضرت زید ابو حنیفہ، سالم مولیٰ حذیفہ ثابت بن قیس عبدالرحمن بن ابی بکر جیسے ممتاز صحابہ شریک تھے۔ مسلمہ کذاب حضرت وحشی کے ہاتھوں کیفر کردار کو چھوٹے۔ انہوں نے احمد بن سید الشہداء حضرت حمزہ کو شہید کرنے کے بعد یہ ٹھانی تھی کہ اس کا کفارہ بھی کفر کے ایک سرغنہ کے قتل کی شکل میں ادا کروں گا۔ حضرت وحشی نے اسی نیزہ سے اُسے مارا جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا، نیزا پار کھل گیا اور ابو دجلہ نے آگے بڑھ کر تلوار سے اس کا کام تمام کیا۔ اس کی عورت محل کے برج پر چڑھ کر چیخنے لگی کہ امیر کو ایک غلام نے قتل کر دیا۔ ابن کثیر کے بقول اس معرکہ میں بیس یا اکیس ہزار کفار مارے گئے۔ اور مسلمانوں میں سے پانچ چھ سو صحابہ شہید ہوئے جس میں بڑی تعداد اجلہ صحابہ حفاظ و قراء کی شامل تھی۔ بنو حنیفہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے وفود نے ابو بکر صدیق کی خواہش پر اس کے کلام کو سنایا جسے وہ وحی کہتا تھا تو وہ ایسے ہی ہزلیات پر مشتمل تھا جس کا نمونہ ہمارے پنجابی تمہنی کذاب مرزا غلام احمد معلون کے من گھڑت وحی میں ملتے ہیں مثلاً (میں ولد میں) ولی خدا

مفتی اعظم شیخ محمد ابراہیم سے ملاقات : یہاں ہم نے ڈیڑھ ریال پر ٹیکسی کی اور سعودی عرب کے مفتی اعظم اور شیخ اکبر شیخ محمد ابراہیم کی مسجد گئے کہ ان سے ملاقات بھی ہو جائے اور عصر کی نماز بھی پڑھ لیں عربی ٹائم کے دس بجے عصر کی نماز ہوئی۔ مسجد ایک وسیع دالان اور وسیع محن پر مشتمل تھا، غالباً بارہ صف تھے ارد گرد قدیم ریاض کی کچی عمارتیں شارع امام احمد بن حنبل کی مغرب اور مسجد کی مشرق میں مسجد سے متصل شیخ کا عظیم وسیع اور شاندار مکان تھا۔ مسجد پرانی حالت میں تھی۔ محن میں ریت اور بجری بچائی گئی تھی اس پر چٹانیاں پڑی تھیں شیخ نے نماز پڑھائی جس میں سکون و خشوع اور تعذیل ارکان کی کمی محسوس ہوئی۔

مسجد کی زبوں حالی : وضو خانہ اور غسل خانہ نہیں تھا ایک ٹل سے چھوٹا سا سنبیل بھر جاتا ہے۔ اس کے گرد و جہی بیٹھ کر وضو، استنجا بھی کر لیتے ایک دوسرے کے قریب۔ ستر عورت کا اہتمام نہیں اسی جگہ پیشاب وضو اور استنجا بڑی ہرجا مگی اور کدورت محسوس ہوتی بعض

میں مشغول تھے۔ دو معصوم بچے علی اور عبید ہمیں لباس سے پردہ کی سمجھ کر فیس رہے تھے اور بچوں کو بلا کر ہماری طرف اشارے کرتے رہے کہ شاید یہ کوئی اور مخلوق ہے۔ نمازی صف تک آ کر جوتے اتار لیتے اور نماز پڑھنے لگ جاتے، ایک چھوٹا بچہ پہلی صف میں تلاوت کر رہا تھا مسجد آتے ہوئے ہمارے سوڈانی سیاہ فام ڈرائیور کو شرارت سوچھی کہ مسجد معلوم ہونے کے باوجود ہمیں ادھر ادھر پھر اتار رہا۔ ہم نے شکوہ کے طور پر کہا کہ کلفٹموننا (تم نے ہمیں تکلیف میں ڈالا) تو وہ ہنسا اور کہا لاہل فرجتکم (میں نے تو آپ کو سیر کر کر راحت پہنچائی)

۰۴ فروری ۱۹ رمضان المبارک۔ بروز بدھ :

عقیف میں جیب کی خرابی: رات بھر سفر جاری رہا، پہلے پانی کے سمندر میں تھے اب ریت کا سمندر ہے۔ نیم خوابی اور شوریدگی کی وجہ سے ایسا محسوس کیا کہ ہماری جیب سمندر میں تیرتی ہوئی جارہی ہے، یہ احساس اتنا غالب ہوا کہ اپنے ساتھی قاری سعید کو جگا کر یہ صورتحال بتا دی وہ بھی یقین کر بیٹھے اور استغفر اللہ اور اللہ پڑھتے رہے۔ بعد میں خود اس احساس پر ہنستے رہے۔ لیکن ریت میں بنائے گئے کچے راستے ہواؤں سے مٹ جانے کی وجہ سے کئی جگہ دسیوں میل چلنے کے بعد کسی سے معلوم ہو جاتا کہ گاڑی اصل راستہ کھو بیٹھی ہے اور اسے دوبارہ واپس چل کر صحیح سمت پر ڈال دیا جاتا۔ سوا گیارہ بجے عقیف پہنچے۔ سوا بارہ بجے رات جیب خراب ہو گئی اور رات بھر کھڑی رہی۔ چار بجے لوگوں نے سحری کی مگر ہم تینوں رفقاء نے بوجہ شدید سردی اور تاریکی کے سحری نہ کی۔ میری طبیعت شام سے خراب ہو گئی تھی۔ بخار ہوا، تھکی کی کیفیت رہی اور طبیعت کی بے چینی بے حد محسوس ہو رہی تھی۔ ساتھیوں نے اتر کر سٹو جلا یا اور کھانے پینے کا سامان کیا۔ عرب رفقاء نے کھجور بھی نکال کر دیئے مگر بوجہ علالت میں نے صرف ایک کھجور اور مالٹے کا ایک ٹکڑا لیا۔ نماز بڑی مشکل سے پڑھی۔ سنتیں پڑھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ سب ریاض سے خریدے تھے مگر نہ کھائے جاسکے۔

۰۵ فروری ۲۰ رمضان المبارک۔ بروز جمعرات :

صبح نو بجے یہ چھوٹی سی پک اپ چھوڑ کر ایک ٹرک میں بیٹھے۔ عرب بدو اور چرواہوں کا ہجوم ہے۔ ٹرک لد گیا ہے کہتے ہیں کہ یہاں سے مغرب میں مدینہ منورہ ساٹھ کلومیٹر ہے۔ پونے ایک بجے الصویدر تائی بستی پہنچے، سڑک کے دونوں طرف کچی دکانیں ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ بکری، بھیڑ اونٹ نظر آ رہے ہیں۔ مدینہ طیبہ اب قریب ہے۔ جذبات وصل بے قابو ہوتے جا رہے ہیں۔ ۲ بج کر دس منٹ پر پیر کھکی پہنچے اس پر یہ کہتے لگا ہوا ہے کہ حفرہ الحسن الشیخ۔ صدقہ کھکی ۱۳۷۳ھ۔

دو دن بعد وضو: یہاں نماز ظہر ادا کی، کنوئیں پر تیل کا دائرہ پمپ نصب تھا۔ پانی جاری تھا جو تازہ گرم تھا۔ کھیتی باڑی بھی ہو رہی تھی۔ پانی سے وضو کیا جو دو دن بعد نصیب ہوا تھا ایک عرب بدو نے ظہر کی امامت کی۔ ایک دکان بھی تھی جس میں بندوبستوں میں کھانے

منزل حبیب: اب یہاں سے چل پڑے اور سواتین بیچے بفضلہ تعالیٰ وکرمہ و لطفہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ منورہ کا جلوہ دیکھتے ہم نے فرط شوق سے ہیر کھنکی سے یہاں تک سفر ٹرک میں کھڑا ہو کر طے کیا اور سفر کے ساتھ ساتھ ہماری دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ شاعر نے بہت پہلے اس کیفیت کی تعبیر ان الفاظ میں کی ہے۔

وابرح ما یكون الشوق يوماً اذا دلت الخيام من الخيام

ٹرک والا پاسپورٹ جمع کرانے ایک دفتر لے گیا۔ مگر وہاں کا ملازم سویا ہوا تھا۔ جگایا تو کہا کہ۔ بکرو یعنی کل لے کر آ جاؤ۔ وہاں سے ایک گدھا گاڑی سے ڈیڑھ ریال میں سامان لدوا کر حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی کے مکان پر آئے جو باب مجیدی میں تھا۔ کھنکی بجائی تو حضرت مولانا کے بھتیجے برادر عزیز مولانا لطف اللہ صاحب باہر آئے۔

حرم نبوی میں: سلام ودعا کے بعد سامان رکھوایا، ہم نے جلدی جلدی غسل کیا، نئے کپڑے بدلے اور خوابہ

یثرب کی خدمت میں پیشی اور حاضری کے لئے مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف تحیہ چل پڑے۔ سلطان عبدالجبار خان ترکی سے منسوب باب مجیدی سے ہوتے ہوئے باب عربین الخطاب سے داخل ہوئے، سعودی ٹائم کے دس بجے تھے، او

ر عصر کی بجیر بلند ہو رہی تھی۔ بسم اللہ وعلی ملہ رسول اللہ۔ اللہم الفتح لنا ابواب رحمتک کہتے ہوئے

حرم نبوی میں داخل ہوئے، دروازہ کے قریب صفوں میں جگہ ملی۔ نماز سے فراغت کے بعد اٹھایا تھا کہ سامنے سے

صدیق عزیز محبت مکرم برادر مولانا عبداللہ کا کا خیل ہماری طرف بڑھتے ہوئے آرہے تھے۔ ملاقات ہوئی کہا خلفا کہتا

ہوں کہ ابھی نماز میں بھی تمہارے ہی خیال میں تھا۔ یہ اور مولانا حسن جان، مولانا عبدالرزاق سکندر رتیوں اعکاف میں

تھے۔ کچھ فاصلے پر حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور مدنی طے وہ اپنے مکلف دکھانے لے گئے اس کے بعد برادر مولانا عبداللہ

کا کا خیل کی رہنمائی میں سیدی وسیدالکائنات حضور اقدس سردار دو جہان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہہ شریف میں

حاضری دی۔ اللہم صلی علی محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم۔ سب حضرات بالخصوص والد ماجد کی

طرف سے سلام پیش کیا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ من والدی الشیخ عبدالحق يستشفع

بک السی ربک۔ اس کے بعد عبداللہ نے مسجد کے قدیم وجدید اصل اور توسیع شدہ حصوں کو مخصوص نشانات کے

ذریعہ متعارف کرایا۔ افطار حضرت مولانا مدظلہ کے ساتھ مسجد نبوی میں ان کے اعکاف گاہ میں کیا اور ہم بھی باب عربین

الخطاب کے قریب ان ساتھیوں کے مکلف میں مقیم ہو گئے۔ رات کو تراویح اور پھر باجماعت نماز تہجد میں جو لطف ہے

کاش قلم اور الفاظ اس کی تعبیر کر سکے۔ امام و خطیب مسجد نبوی شیخ عبدالعزیز صالح بڑی سوز و گداز سے قرآن پڑھتے ہیں،

شیخ صالح بڑے مقتدر لوگوں میں سے ہیں۔ سنا ہے کہ موجودہ شاہ یا اس کے کسی بیٹے کے خسر ہیں۔ اس کے ساتھ مدینہ

اور اس کے حوالی کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس بھی ہیں)